تبرکات کے آداب و فضائل

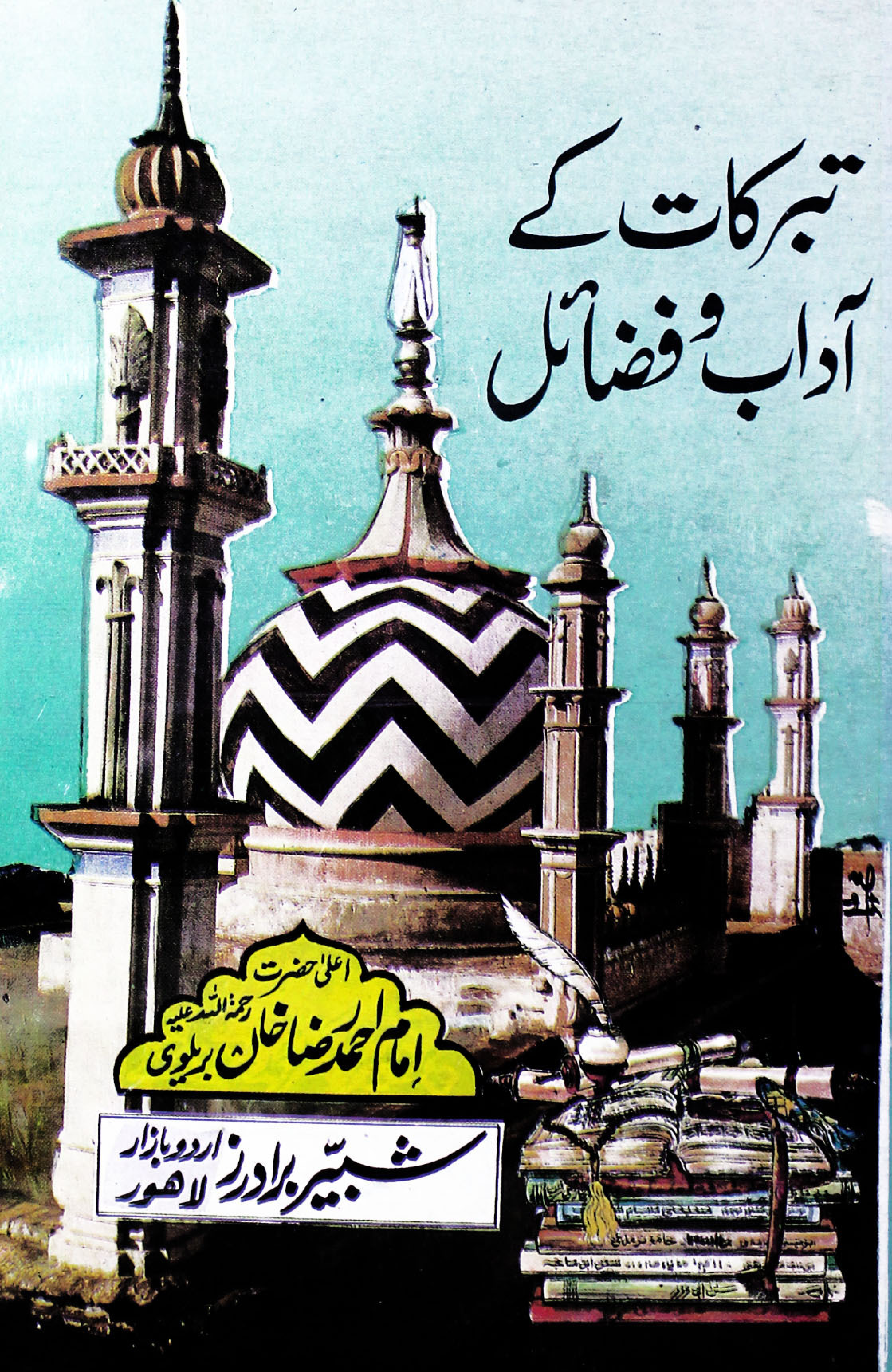

اعلیٰ حضرت
امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

بذل الانوار فی آداب الآثار

تبرکات کے آداب و فضائل

تصنیف

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ

تلخیص و ترجمہ

مولانا مبارک حسین مصباحی

ناشر

شبیر برادرز۔ ۴۰ بی اردو بازار۔ لاہور

نام کتاب : ـــــــــ تبرکات کے آداب وفضائل

مصنف : ـــــــــ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ

تلخیص وترجمہ : ـــــــــ مولانا مبارک حسین مصباحی

نظرثانی : ـــــــــ علامہ محمد احمد مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ

اشاعت اوّل : ـــــــــ سنہ ۱۹۹۴ء

کتابت : ـــــــــ افتخار احمد محلہ پریا رائے مئو

تعداد : ـــــــــ گیارہ سو ۱۱

قیمت :

جھلکیاں

۱ــــ آثار و تبرکات کی شرعی حیثیت ۸ــ تا ــ ۱۵

آثار انبیاء کے اثبات پر قرآنی شواہد

پہلی آیت

مذکورہ آیت سے متعلق چند تفسیریں۔

دوسری آیت

توثیق مدعا پر چند تفسیریں

احادیث نبویہ کی روشنی میں فکر انگیز استدلال

شفا شریف سے ایک شوق انگیز شہادت

۲ــــ آثار صالحینؒ سے فیوض و برکات کا ثبوتؒ ۱۶ــ تا ــ ۳۰

آثار مقدسہ کی برکتوں پر شارحین احادیث کے افادات

علمائے سلف کے افکار و اعمال سے چند روشن شواہد

ایک کلام نفیس سے حسن استدلال

شاہ ولی اللہ دہلوی کے ارشادات

حدیث صحیح سے استشہاد ۔

بصیرت افروز تشریحی نوٹ

۳ ـــــ آثار مصطفٰی کے آداب وفضائل ۳۱ ـ تا ـ ۴۱

نعل پاک کی توقیر پر کتب وقصائد

نعل پاک کے فوائد وبرکات

ایک شبہ کا ازالہ

روضۂ حبیب کی تصویر پر تنویر

زیارت کے آداب وفوائد

بحث کا حاصل

امام حسین کے روضہ کی نقل صحیح اور تعزیہ

۴ ـــــ آثار مقدسہ کی اسناد وتاریخ ۴۲ ـ تا ـ ۴۵

تعظیم آثار مسلمان کا فرض عظیم

تعظیم آثار کے لئے یقین وسند درکار نہیں

حاملان آثار پر الزام تراشیوں کا وبال

۵ ـــــ زیارت آثار کی اجرت پر تفصیلی بحث ۴۶ ـ تا ـ ۵۲

دو واقعات سے ایمان افروز استشہاد

ایک شبہ کا ازالہ

اجرت کے اسباب حرمت

زیارت کے اسلامی آداب

زائرین کی ذمہ داریاں

پیش لفظ

امام احمد رضا قدس سرہ کی عبقری شخصیت عالم اسلام میں محتاج تعارف نہیں۔ مشرق و مغرب کی سیکڑوں یونیورسٹیوں اور اکیڈمیوں میں آپ کی حیات و خدمات اور افکار و نظریات پر تحقیق و ریسرچ کا کام ہو رہا ہے۔ غواصان فکر و فن اور اہل دین و دانش جوں جوں آپ کی پہلودار اور ہمہ گیر شخصیت کی گہرائی میں اتر رہے ہیں تحقیق و بصیرت کے نت نئے، دلکش اور آب دار موتی سطح عام پر آ رہے ہیں۔

امام احمد رضا نے ستر علوم و فنون پر ایک ہزار سے زائد تصانیف سپرد قلم فرمائی ہیں اور ہر تصنیف اپنے موضوع پر علم و فکر کے گرانقدر جواہر کا مرقع اور مستحکم دلائل و شواہد کا بحر ذخار ہے۔ آپ کی فکری اصابت اور اشہب قلم کا سب سے ممتاز کمال یہ ہے کہ آپ نے دین و مذہب اور عقیدہ و عمل کی ہر بات کتاب و سنت اور مسلک جمہور ہی کی روشنی میں تحریر فرمائی ہے۔ اور اسلام میں کسی نظریہ کی حقانیت و ثقاہت کی بھی سب سے بڑی دلیل ہے بالفاظ دیگر مسلک جمہور اہلسنت و جماعت ہی مسلک امام احمد رضا ہے۔

امام احمد رضا کے قلم کا ایک عظیم شاہکار آپ کے ہاتھوں میں ہے اس کے تعلق سے بس اتنا کہدینا کافی سمجھتا ہوں کہ اس میں انبیاء کرام، اولیاء عظام اور بزرگان دین کے آثار و تبرکات کے آداب و فضائل بڑے مؤثر اور دلنشیں انداز میں رقم فرمائے ہیں اور ان کی شرعی اور استنادی حیثیت پر بھی بڑی فکر انگیز اور معلومات افزا بحث کی گئی ہے۔ اور قطار در قطار دلائل و شواہد کی روشنی میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ بزرگوں کے آثار سے حصول برکت کا تصور عصر حاضر کا کوئی اختراعی نظریہ نہیں بلکہ اسلام کا مسلمہ عقیدہ ہے جس پر ہر دور میں علماء و مشائخ کا تعامل رہا ہے اور آج بھی عالم اسلام کا

اس پر عمل درآمد ہے۔ اور آج امت مسلمہ میں زائرین و مزورین کی بے احتیاطیوں سے جو ناپسندیدہ امور در آئے ہیں امام احمد رضا نے ان پر سخت نوٹس لیتے ہوئے زبردست تردید فرمائی ہے۔

زیر نظر کتاب بنام "بدر الانوار فی آداب الآثار" آثار و تبرکات کے مختلف گوشوں پر چند فتووں کا مجموعہ تھا۔ یہ فتوے چونکہ متعدد سائلوں کے جواب میں مختلف اوقات میں تحریر کئے گئے تھے اس لئے بعض مباحث مکرر ہو گئے تھے اور طرزِ جدید کے مطابق پیرا بندی کی رعایت اور بعض عربی و فارسی عبارات کے تراجم بھی نہیں تھے ان وجوہ کے پیش نظر یہ مجموعہ سہل پسند اور عام قارئین کے مطالعہ کی دسترس سے بلند تھا۔ اور ایک انتہائی گرانقدر، فکر انگیز اور معلوماتی سرمایہ کے استفادہ سے ایک عالم قاصر تھا۔ راقم سطور نے افادہ عام کی غرض سے اس مجموعہ میں اپنے قلم سے کچھ تصرفات کئے ہیں جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

۱ ـــــ عربی اور فارسی کی غیر مترجم عبارتوں کے ترجمے۔
۲ ـــــ سوالات اور مکرر مباحث کا حذف۔
۳ ـــــ بعض مباحث کی تقدیم و تاخیر۔
۴ ـــــ ترتیبِ جدید اور پیرا بندی۔
۵ ـــــ حسب ضرورت ابواب اور ذیلی عنوانات کا قیام۔
۶ ـــــ اہم مباحث سے پہلے ترغیبی اور تشریحی نوٹ۔

ان معمولی تصرفات سے امام احمد رضا قدس سرہٗ کی یہ بلند پایہ تحقیقات ایک نئے قالب میں ڈھل گئی ہیں اور متعدد فتووں نے ایک مسلسل اور مربوط مقالے کی شکل اختیار کر لی ہے۔ مگر اس سب کچھ کے باوجود نہ امام احمد رضا کے قلم کا زور سرد پڑا ہے اور نہ بحث کی روح متاثر ہوئی ہے۔ واضح رہے کہ میں نے تراجم اور نوٹس کی شکل میں اپنے قلم کے اضافوں کو گھیر دیا ہے تاکہ امام احمد رضا کے رشحات قلم میری تحریروں سے پوری طرح ممتاز رہیں۔ اس ترتیب و تلخیص پر نظر ثانی استاذ گرامی حضرت علامہ محمد احمد صاحب

مصباحی نے فرمائی ہے اس نوازش پر راقم ان کا بے پناہ شکر گذار ہے۔

یہ مقالہ "ماہنامہ اشرفیہ" مبارکپور میں جنوری ۱۹۹۳ء تا مئی ۱۹۹۳ء قسطوار شائع ہو چکا ہے۔ اشاعت کے دوران قارئین اشرفیہ کی ایک لمبی تعداد نے اسے پسند کیا اور کتابی شکل میں لانے کی خواہش کا اظہار کیا میری نظر میں خیال خاطر احباب کا بڑا احترام ہے۔ اور ساتھ ہی "المجمع المصباحی" کے ارکان کا بھی شکر گزار ہوں جن کی عنایتوں سے یہ کتاب منظر عام پر آئی ہے ان میں حضرت مولانا سید اشرف جیلانی مصباحی بمبئی، حضرت مولانا نوشاد عالم مصباحی ساؤتھ افریقہ اور حضرت مولانا ایاز احمد مصباحی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

آخر میں خدائے قدیر کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے میں اسے قبول عام عطا فرمائے۔ اور ہمیں عمل خیر اور خدمت لوح و قلم کی توفیق مزید سے سرفراز فرمائے۔ آمین

اب نگاہ شوق اٹھائیے اور ورق الٹ کر ایک عاشق پرسوز کے قلم سے لکھی ہوئی کاروانِ عشق کے پُر نور جلووں کی داستان ملاحظہ فرمائیے۔

ضمیر لالہ میں روشن چراغ آرزو کر دے
چمن کے ذرے ذرے کو شہید جستجو کر دے

مبارک حسین مصباحی
مدیر ماہنامہ اشرفیہ و استاذ
الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

١

آثار وتبرکات کی شرعی حیثیت

امام احمد رضا قدس سرہ نے اس باب میں آثار وتبرکات کا اثبات قرآن واحادیث اور اقوال ائمہ کے ناقابل تردید دلائل کی روشنی میں سپرد قلم فرمایا ہے۔ مدعا پر استدلال کا اسلوب نگارش اتنا واضح اور دلنشیں ہے کہ آوارۂ فکر قاری بھی حقائق کی دہلیز پر سر تسلیم خم کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اب بلا تاخیر دل ودماغ کی مکمل یکسوئی کے ساتھ ذیل کی بحث پڑھئے۔

آثار انبیاء کے اثبات پر قرآنی شواہد

پہلی آیت اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ فِیْہِ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ۔

ترجمہ: بیشک سب میں پہلا گھر کہ لوگوں کے لئے مقرر فرمایا گیا ہے وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہاں کو راہ دکھاتا، اس میں کھلی نشانیاں ہیں۔ ابراہیم کے کھڑے ہونے کا پتھر جس پر کھڑے ہو کر انھوں نے کعبہ معظمہ بنایا، ان کے قدم پاک کا نشان اس

میں بن گیا۔

مذکورہ آیت سے متعلق چند تفسیریں

(۱) اجلہ محدثین عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وازرقی نے امام اجل مجاہد تلمیذ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں روایت کی۔

قال اثر قدمیہ فی المقام آیۃ بینۃ. یعنی فرمایا کہ سیدنا ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں قدم پاک کا اس پتھر میں نشان ہو جانا یہ کھلی نشانی ہے جسے اللہ عزوجل آیات بینٰت فرمارہا ہے۔

(۲) تفسیر کبیر میں ہے:

الفضیلۃ الثانیۃ لھٰذا البیت مقام ابراھیم وھو الحجر الذی وضع ابراھیم قدمہ علیہ فجعل اللہ ما تحت قدم ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام من ذٰلک الحجر دون سائر اجزائہ کالطین حتی غاص فیہ قدم ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ وھذا انما لا یقدر علیہ الا اللہ تعالیٰ ولا یظھرہ الا علی الانبیاء ثم لما رفع ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام قدمہ عنہ وخلق فیہ الصلابۃ الحجریۃ مرۃ اخری ثم انہ تعالیٰ ابقیٰ ذٰلک الحجر علی سبیل الاستمرار والدوام فھٰذہ انواع من الآیات العجیبۃ والمعجزات الباھرۃ اظھرھا اللہ تعالیٰ فی ذٰلک الحجر۔

ترجمہ:۔ یعنی کعبہ معظمہ کی ایک فضیلت مقام ابراہیم ہے۔ یہ وہ پتھر ہے جس پر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا قدم مبارک رکھا تو جتنا ٹکڑا ان کے زیر قدم آیا تر مٹی کی طرح نرم ہو گیا۔ یہاں تک کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قدم مبارک اسمیں پیر گیا اور یہ خاص قدرت الٰہیہ و معجزہ انبیا ہے۔ پھر جب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قدم اٹھایا اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس ٹکڑے میں پتھر کی سختی پیدا کر دی کہ وہ نشان قدم

محفوظ رہ گیا۔ پھر اسے حق سبحانہٗ نے مدتہا مدت باقی رکھا۔ تو یہ اقسام اقسام کے عجیب و غریب معجزے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس پتھر میں ظاہر فرمائے۔

(۳) ارشاد العقل السلیم میں ہے:

ان کل واحد من اثر قدمیہ فی صخرۃ صماء وغوصہ فیہا الی الکعبین والانہ بعض دون بعض، وابقائہ دون سائر آیات الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام، وحفظہ مع کثرۃ الاعداء الوف سنۃ آیۃ مستقلۃ۔

ترجمہ: یعنی اسی ایک پتھر کو مولیٰ تعالیٰ نے متعدد آیات فرمایا۔ اس لئے کہ اس میں ابراہیم علیہ السلام کا نشانِ قدم ہو جانا ایک۔ اور ان کے قدموں کا گٹوں تک اس میں پیر جانا، دو۔ اور پتھر کا ایک ٹکڑا نرم ہو جانا باقی کا اپنے حال پر رہنا، تین۔ اور معجزات انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام میں اس معجزہ کا باقی رکھنا، چار۔ اور باوصف کثرت اعداء ہزاروں برس اس کا محفوظ رہنا، پانچ۔ یہ ہر ایک بجائے خود ایک آیت و معجزہ ہے۔

آثار قدیمہ کے شرعی اثبات میں امام اہلسنت نے قرآن مقدس سے ایک تاریخی شہادت اور مزید توضیح کے لئے چند تفسیریں پیش فرمائی ہیں جن سے یہ مسئلہ پورے طور پر روشن ہوگیا کہ خانہ کعبہ میں مقام ابراہیم جہاں چند معجزات کا حیرت انگیز مرقع ہے وہیں آثار مبارکہ کی ایک زندہ مثال اور تاریخی یادگار بھی۔ اثبات مدعا کی مزید توثیق کے لئے ذیل میں قرآن عظیم کی ایک اور شہادت ملاحظہ فرمائیے۔

دوسری آیت

مولیٰ سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۭ اِنَّ فِيْ

ذَالِكَ لَاٰیَۃً لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ۔

ترجمہ۔ بنی اسرائیل کے نبی شمویل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا کہ سلطنت طالوت کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمھارے پاس تابوت جس میں تمھارے رب کی طرف سے سکینہ ہے اور موسیٰ وہارون کے چھوڑے ہوئے تبرکات ہیں۔ فرشتے اسے اٹھا کر لائیں بے شک اس میں تمھارے لئے عظیم نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

فائدہ:۔ امام اہلسنت اس آیت کے ذیل میں ایک توضیحی نوٹ لگاتے ہوئے رقم طراز ہیں:

وہ تبرکات کیا تھے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصاء، انکی نعلین مبارک اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمامہ مقدسہ وغیرہا۔ ان کی برکات تھیں کہ بنی اسرائیل اس تابوت کو جس لڑائی میں آگے کرتے فتح پاتے، اور جس مراد میں اس سے توسل کرتے اجابت دیکھتے۔

توثیق مدعا پر چند تفسیریں

امام احمد رضا قدس سرہٗ نے مذکورہ آیت کی توضیح وتفصیل کے لئے چند ارباب تفسیر کے اقوال پیش فرمائے ہیں ذیل میں حسن استدلال کا یہ رُخ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) ابن جریر وابن ابی حاتم حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے ہیں:

" وبقیۃ مما ترک اٰل موسیٰ عصاہ ورضاض الالواح"۔

ترجمہ:۔ تابوت سکینہ میں تبرکات موسویہ سے ان کا عصا تھا اور تختیوں کی کرچیں۔

(۲) وکیع بن جراح وسعید بن منصور وعبد بن حمید وابن ابی حاتم وابو صالح تلمیذ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

"قال کان فی التابوت عصا موسیٰ وعصا ھٰرون وثیاب موسیٰ وثیاب ھٰرون ولوحان من التوارۃ والمن وکلمۃ الفرج لا الٰہ الا اللہ الحلیم الکریم وسبحان اللہ رب السمٰوٰت السبع ورب العرش العظیم والحمد للہ رب العٰلمین۔"

ترجمہ:۔ تابوت میں موسیٰ وہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کے عصا اور دونوں حضرات کے ملبوس اور توریت کی دو تختیاں اور قدرے من کہ بنی اسرائیل پر اترا اور یہ دعائے کشائش لا الٰہ الا اللہ الحلیم الکریم الخ۔

(۳) معالم التنزیل میں ہے:

"کان فیہ عصا موسیٰ ونعلاہ وعمامۃ ھارون وعصاہ الخ"

ترجمہ:۔ تابوت میں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا، اور ان کی نعلین اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمامہ وعصا تھا۔

> ما قبل میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے جو دلائل پیش فرمائے ہیں ان کی روشنی میں یہ امر پوری طور پر واضح ہو گیا کہ تابوت میں حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کے جو متبرکات تھے اسلام کی نگاہ میں ان کا آثار متبرکہ ہونا چودھویں کے چاند سے زیادہ روشن اور واضح ہے۔

احادیث نبویہ کی روشنی میں فکر انگیز استدلال

امام احمد رضا قدس سرہٗ نے آثار متبرکہ کی شرعی حیثیت پر قرآنی آیات کے بعد احادیث نبویہ سے استدلال فرمایا ہے ذیل میں بغیر کسی تمہید کے احادیث نبویہ کا ایمان افروز سلسلہ ملاحظہ فرمائیے۔

پہلی حدیث

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعا بالحلاق وناول الحالق شقہ الایمن فحلقہ ثم دعا ابا طلحۃ الانصاری فاعطاہ ایاہ ثم ناول الشق الایسر فقال احلق فحلقہ فاعطاہ ابا طلحۃ فقال اقسمہ بین الناس"۔

ترجمہ:۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجام کو بلا کر سر مبارک کے داہنی جانب کے بال مونڈنے کا حکم فرمایا۔ پھر ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر وہ سب بال انھیں عطا فرما دیئے۔ پھر بائیں جانب کے بالوں کو حکم فرمایا اور وہ ابو طلحہ کو دیئے کہ انھیں لوگوں میں تقسیم کر دو۔

دوسری حدیث

صحیح بخاری شریف "کتاب اللباس" میں عیسٰی بن طہمان سے ہے:

"قال اخرج الینا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نعلین لہما قبالان فقال ثابت البنانی ھٰذا نعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم"۔

ترجمہ:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ دو نعل مبارک ہمارے پاس لائے کہ ہر ایک میں بندش کے دو تسمے تھے۔ ان کے شاگرد رشید ثابت بنانی نے کہا، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعل مقدس ہے۔

تیسری حدیث

صحیحین میں ابو بردہ سے مروی ہے:

"قال اخرجت الینا عائشہ رضی اللہ عنہا کساء ملبدا وازارا غلیظا فقالت قبض روح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ھٰذین"۔

ترجمہ:۔ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک رضائی یا کمل اور ایک موٹا تہبند نکال کر ہمیں دکھایا اور فرمایا کہ وقت وصال اقدس حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دو کپڑے تھے۔

چوتھی حدیث صحیح مسلم شریف میں حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے:

"انها اخرجت جبة طيالسية كسروانية لها لبنة ديباج وفرجيها مكفوفين بالديباج وقالت هذه جبة رسول الله صلى الله عليه وسلم كانت عند عائشة فلما قبضت قبضتها وكان النبي صلى الله عليه وسلم يلبسها. فنحن نغلسها للمرضى نستشفى بها.

ترجمہ:۔ انھوں نے ایک اونی جبہ کسروانی ساخت نکالا۔ اس کی پلیٹ ریشمی تھی اور دونوں چاکوں پر ریشم کا کام تھا۔ اور کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ ہے۔ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔ ان کے انتقال کے بعد میں نے لے لیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے پہنا کرتے تھے۔ تو ہم اسے دھو دھو کر مریضوں کو پلاتے اور اس سے شفا چاہتے ہیں۔

پانچویں حدیث صحیح بخاری شریف میں عثمان بن عبد اللہ بن موہب سے ہے:

"قال دخلت على ام سلمة فاخرجت الينا شعرا من شعر النبي صلى الله عليه وسلم مخضوبا"۔

ترجمہ:۔ میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت حاضر ہوا، انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی ہمیں زیارت کرائی اس پر خضاب کا اثر تھا۔

ان چند احادیث کے بعد امام احمد رضا کے قلم کا نوٹ ملاحظہ فرمائیے۔

وہ فرماتے ہیں:

یہ چند احادیث صحیحین سے لکھدیں، اور یہاں احادیث میں کثرت اور اقوال ائمہ

کا تواتر بشدت۔ اور مسئلہ خود واضح، اور اس کا انکار جہل فاضح ہے۔ لہٰذا صرف ایک عبارت شفا شریف پر اقتصار کریں۔

شفا شریف سے ایک شوق انگیز شہادت

فرماتے ہیں:

ومن اعظامه واكباره صلى الله عليه وسلم اعظام جميع اسبابه وما لمسه او عرف به وكانت فى قلنسوة خالد بن الوليد رضى الله عنه شعرات من شعره صلى الله عليه وسلم فسقطت قلنسوته فى بعض حروبه فشد عليها شدة انكر عليه اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم كثرة من قتل فيها فقال لم افعلها بسبب القلنسوة بل لما تضمنته من شعره صلى الله عليه وسلم لئلا تسلب بركتها وتقع فى ايدى المشركين ورأى ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما واضعًا يده على مقعد رسول الله صلى الله عليه وسلم من المنبر ثم وضعها على وجهه۔

ترجمہ: یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا ایک جزیہ بھی ہے کہ جس چیز کو حضور سے کچھ علاقہ ہو، حضور کی طرف منسوب ہو، حضور نے اسے چھوا ہو یا حضور کے نام پاک سے پہچانی جاتی ہو۔ ان سب کی تعظیم کی جائے۔ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں چند موئے مبارک تھے۔ کسی لڑائی میں وہ ٹوپی گر گئی۔ خالد رضی اللہ عنہ نے اس کیلئے ایسا شدید حملہ فرمایا، جس پر اور صحابہ کرام نے انکار کیا اس لئے کہ اس شدید وسخت حملہ میں بہت مسلمان کام میں آئے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا یہ حملہ ٹوپی کے لئے نہ تھا بلکہ موئے مبارک کے لئے تھا کہ مبادا اس کی برکت میرے پاس نہ رہے اور وہ کافروں کے ہاتھ لگیں۔

اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا گیا کہ منبر اطہر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں جو جگہ جلوس اقدس کی تھی اسے ہاتھ سے مس کر کے وہ ہاتھ اپنے منہ پر پھیر لیا۔

۲

آثارِ صالحین سے فیوض و برکات کا ثبوت

اب اس جلوۂ حق کے انوار و تجلیات سے دل و دماغ متیقن ہو چکے ہوں گے کہ نقوش انبیاء اور آثار بزرگاں کی شرعی حیثیت بزم کائنات کی ناقابل انکار حقیقت ہے۔ اب آنے والی بحث میں یہ تفصیل ملاحظہ فرمائیے کہ بزرگوں کے آثار اور یادگاروں سے برکتوں کے حصول کا اعتقاد بھی اسلام کا مسلم عقیدہ ہے۔ ہر دور میں آثار کی حفاظت کی گئی اور انھیں سرچشمہ برکات سمجھا گیا۔ تاریخ شاہد ہے ان کی بابرکت اثر انگیزیوں سے کتنے معرکے سر ہوئے، کتنے مسائل حل ہوئے اور کتنے ویرانے آباد ہوئے۔ واضح رہے کہ آثار بزرگاں سے برکتوں کے حصول کا اعتقاد کوئی توہم پرستی اور خام خیالی نہیں بلکہ یہ اسلام کے ان مسلمات سے ہے جس کے ثبوت پر شرعی دلائل بھی ہیں اور تاریخی شواہد بھی۔

اب بلا تاخیر نظارۂ شواہد سے قبل شرعی حکم پر مشتمل امام اہل سنت کے حسّاس قلم سے فکر انگیز تمہید ملاحظہ فرمائیے۔

امام اہلسنت فرماتے ہیں:

برکت آثار بزرگاں سے انکار آفتاب روشن کا انکار ہے۔ مع ہذا جب برکت آثار شریف حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مُسلم، اور پُر ظاہر کہ اولیاء و علماء حضور کے ورثا ہیں تو ان کے آثار میں برکت کیوں نہ ہو گی، کہ آخر وارث برکات و وارث ایراث برکات ہیں۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ اتمام حجت کے لئے چند عبارات ائمہ و علماء (کہ وہ سب آج سے سو برس پہلے اور بعض پانچ سو چھ سو برس پہلے کے تھے) حاضر کرتا ہے۔ کتب مطبوعہ کا نشان جلد و صفحہ بھی ظاہر کر دیا جائے گا کہ مراجعت میں آسانی ہو۔

آثار مقدسہ کی برکتوں پر شارحین احادیث کے افادات

شرح مسلم شریف | صحیح مسلم شریف میں عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے:

"انی احب ان تاتینی وتصلی فی منزلی فاتخذہ مصلی"

ترجمہ:

> میری خواہش ہے کہ آپ میرے یہاں تشریف لائیں اور میرے گھر نماز ادا فرمائیں تاکہ میں اسے جائے نماز بنالوں۔ (مترجم)

امام اجل ابو زکریا نووی (ولادت ۶۳۱ھ وفات ۶۷۶ھ) اس حدیث کے تحت اپنی شرح مسلم شریف میں فرماتے ہیں۔

فی ھذا الحدیث انواع من العلم۔ ففیہ التبرک بآثار الصالحین وفیہ زیارۃ العلماء والفضلاء والکبراء واتباعھم و تبریکھم ایاھم۔ (ص۲۳۲ جلد۱)

ترجمہ:

> اس حدیث سے چند چیزوں کا علم ہوا۔ ان میں سے یہ بھی ہے کہ

صالحین کے آثار سے برکت حاصل کی جائے۔ اسی طرح اس سے اہل علم وفضل اور بزرگان کا اپنے معتقدین ومتبعین کی ملاقات کے لئے جانا اور انھیں اپنی برکتوں سے نوازنا بھی ثابت ہوتاہے۔

(مترجم)

اسی حدیث کے نیچے لکھتے ہیں:

فی حدیث عتبان ھٰذا فوائد کثیرۃ، منہا التبرک بالصالحین وآثارھم والصلوٰۃ فی المواضع التی صلوا بہا وطلب التبریک منہم۔

(جلد ۱ صفحہ: ۲۳۳)

ترجمہ:

حضرت عتبان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بہت فوائد ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) صالحین سے برکت حاصل کرنا۔

(۲) ان کے آثار سے برکت لینا۔

(۳) جن مقامات پر انھوں نے نماز ادا کی ہو وہیں نماز ادا کرنا

(۴) ان سے یہ درخواست کرنا کہ ہمیں اپنی برکت سے نوازیں۔ (مترجم)

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے:

فخرج بلال بوضوئہ فمن نائل وناضح

ترجمہ:

حضرت بلال سرکار کے وضو کا پانی لے کر نکلے تو کوئی اس پانی کو لے رہا ہے کوئی دوسرے سے تری حاصل کر کے مل رہا ہے۔

(مترجم)

شرح مسلم میں اس حدیث کے تحت فرمایا:

فیہ التبرک بآثار الصالحین واستعمال فضل طہورھم وطعامہم وشرابہم ولباسہم۔ (جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۹۶)

ترجمہ:

اس میں آثار صالحین سے برکت حاصل کرنے اور ان کے وضو و غسل سے بچے ہوئے پانی اور ان کے کھانے، پینے اور لباس کے بقیہ کے استعمال کے سلسلہ میں دلیل ہے۔ (مترجم)

حضرت انس رضی اللہ کی حدیث ہے:

"مایؤتی باناء الا غمس یدہ فیہ"

ترجمہ:

جو بھی برتن حاضر کیا جاتا اس میں دستِ مبارک ڈبو دیتے۔ (مترجم)

اس حدیث کے تحت شارح مسلم فرماتے ہیں:

فیہ التبرک بآثار الصالحین۔ (جلد نمبر ۲ صـ۲۵۶)

ترجمہ:

اسمیں نیکوں کے آثار سے برکت حاصل کرنے پر دلیل ہے۔ (مترجم)

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے:

"اکل منہ وبعث بفضلہ الیّ"

ترجمہ:

اس سے تناول فرمایا اور بقیہ میری جانب بھیجدیا۔ (مترجم)

اس حدیث کے تحت شرح مسلم شریف میں ہے:

قال العلماء فی ھذہ انہ یستحب للآکل والشارب ان یفضل

ممّا یأکل ویشرب فضلۃ لیواسی بہا من بعدہ لا سیما ان کان ممن یتبرک بفضلہٗ۔ (جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۵۳)

ترجمہ:

اس میں علماء نے فرمایا۔ کھانے اور پینے والے کے لئے بہتر ہے کہ اس کے کھانے پینے کی چیز سے کچھ بچ رہے تاکہ اس کے ذریعہ اپنے بعد والوں کی غم گساری کر سکے خصوصًا اگر یہ ایسے حضرات میں سے ہو جن کے بقیہ کھانے پینے سے لوگ برکت حاصل کرتے ہوں۔

مسلم شریف میں حدیث ہے:

"سأل عن موضع اصابعہ فتتبع موضع اصابعہ"

ترجمہ:

پہلے یہ دریافت فرماتے کہ سرکار نے کہاں سے انگلیاں رکھ کر تناول فرمایا ہے پھر خاص اسی جگہ سے اٹھاتے۔

(مترجم)

اس حدیث کے تحت شرح مسلم میں ہے:

فیہ التبرک باثار الخیر فی الطعام وغیرہ (جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۸۳)

ترجمہ:

اسمیں کھانے وغیرہ میں بزرگ ہستی کے آثار سے برکت حاصل کرنے کا ثبوت ہے۔ (مترجم)

ارشاد الساری شرح بخاری

امام احمد بن محمد قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری

میں زیر حدیث " فجعل الناس یتمسحون بوضوئہ"۔

فرماتے ہیں۔ (تو لوگ سرکار کا آب وضو لے کر جسم پر ملنے لگے) (مترجم)

فرماتے ہیں:

" استنبط منہ التبرک لما یلامس اجساد الصالحین۔

(جلد نمبر ا ص۳۰۱)

ترجمہ:

اس حدیث سے نیکوں کے جسموں سے مس ہونے والی چیزوں سے برکت حاصل کرنے کا حکم مستنبط ہوا۔ مترجم

بخاری شریف کی حدیث ہے:

" انی واللہ ما سألتہ لالبسہا انما سألتہ لتکون کفنی"

ترجمہ:

بخدا میں نے پہننے کے لئے سرکار سے اس کو نہیں مانگا ہے میں نے تو صرف اس لئے طلب کیا ہے کہ یہ میرا کفن ہو جائے۔ (مترجم)

اس حدیث کے تحت ارشاد الساری میں ہے:

فیہ التبرک بآثار الصالحین قال اصحابنا لا یندب ان یعد لنفسہ کفنًا الا ان یکون من اثر ذی صلاح فحسن اعدادہ کما ھنا۔ انتہی ملخصًا۔ (جلد نمبر ۲ ص۳۲۳)

ترجمہ:

اس میں صالحین کے آثار سے برکت حاصل کرنے کا ثبوت ہے ہمارے علماء نے فرمایا کہ یہ بہتر نہیں کہ انسان اپنے لئے

کوئی کفن تیار کرائے مگر کسی صالح کی یادگار ہو تو اسے کفن کے لئے رکھ لینا اچھا ہے جیسے یہاں ہے۔ (مترجم)

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ

مولانا علی قاری مکی متوفی ۱۰۱۴ھ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث سنن نسائی کے نیچے کہ "طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بقیۂ آب وضو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضور سے مانگ کر اپنے ملک لے گئے" یہ فائدہ لکھا:

فیہ التبرك بفضله صلی اللہ علیہ وسلم ونقله الی البلاد نظیر ماء زمزم۔ ویؤخذ من ذالك ان فضلة وارثیه من العلماء والصلحاء كذالك۔

ترجمہ:

اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے بچے ہوئے پانی سے برکت حاصل کرنا اور اسے آب زمزم کی طرح اپنے ملک شہر میں لے جانا ثابت ہوا۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کے وارثین علماء اور صلحاء کا بقیہ پانی بھی یہی حکم رکھتا ہے۔

(مترجم)

اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ

مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ نے مذکورہ حدیث کے تحت اشعۃ اللمعات میں فرمایا:

"دریں حدیث استحباب تبرک است بہ بقیہ آب وضوئے پسماندۂ آنحضرت ونقل آں ببلاد ومواضع بعیدہ مانند آب زمزم

وآنحضرت چوں در مدینہ می بود آب زم زم را از حاکم مکہ می طلبید و تبرک می ساخت۔ وفضلہ وارثان او کہ علماء و صلحاء اند و تبرک بآثار و انوار ایشاں ہم بریں قیاس است۔ (ص ۱۷۱)

ترجمہ:

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے بچے ہوئے پانی سے حصول برکت کا استحباب اور آب زمزم کی طرح اس کا دور دراز شہروں اور مقامات میں لے جانا ثابت ہوا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ شریف میں رہتے تو حاکم مکہ سے آب زمزم طلب فرماتے اور اسے تبرک بناتے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وارثین علماء اور صلحاء کا بقیہ اور ان کے آثار وانوار سے برکت حاصل کرنا بھی اسی قیاس پر ہے۔ (مترجم)

علمائے سلف کے افکار و اعمال سے چند روشن شواہد

امام احمد رضا قدس سرہٗ نے اثبات مدعا پر شارحین احادیث کے اقوال سے جو فکر انگیز استدلال فرمایا ہے اس سے یہ امر واقعی روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار اور ان کے جسم اطہر سے مس ہونے والی چیزیں فیوض وبرکات کا بحر بے کراں ہیں۔ اسی طرح ان کے علم وفضل کے وارث علماء اور صلحاء کے آثار بھی اکتساب فیض اور حصول برکت کا سرچشمہ ہیں۔ حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے اسلام کے اس عقیدہ وفکر کی مزید توثیق و توضیح کے لئے ان

علمائے سلف کے افکار و اعمال بھی سپرد قلم فرمائے ہیں جن کی ثقاہت آثار بزرگاں کے برکتوں کے منکرین کے نزدیک بھی مسلم ہے۔ اب ذیل میں حسن استدلال کا یہ رُخ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

ایک کلام نفیس سے استدلال

شیخ محقق دہلوی کے معاصر امام علامہ احمد بن محمد مصری مالکی نے کتاب مستطاب "فتح المتعال فی مدح خیر النعال" میں امام اجل خاتمۃ المجتہدین ابوالحسن علی بن عبدالکافی سبکی شافعی متوفی ۷۵۶ھ کا ایک کلام نفیس تبرک بہ آثار امام شیخ الاسلام ابوذکریا نووی قدست اسرارہم میں نقل فرمایا ہے جو درج ذیل ہے۔

حکی جماعۃ من الشافعیۃ ان الشیخ العلامہ تقی الدین ابا الحسن علیا السبکی الشافعی لما تولی تدریس دار الحدیث بالاشرفیۃ بالشام بعد وفاۃ الامام النووی احد من یفتخر بہ المسلمون خصوصا الشافعیۃ انشد لنفسہٖ۔

وفی دار الحدیث لطیف معنی
الیٰ بسط لہا اصبو و اوی
لعلّی ان امس بحر وجہی
مکانا مسہ قدم النواوی

ترجمہ:

حضرات شافعیہ کی ایک جماعت نے بیان کیا کہ مسلمانوں اور خاص طور پر شافعیہ کی قابل فخر شخصیت امام نووی کے انتقال کے بعد جب علامہ شیخ تقی الدین ابوالحسن علی سبکی شافعی شام میں اشرفیہ کے دار الحدیث کے منصب تدریس

پر فائز ہوئے تو اپنے لئے یہ اشعار پڑھے:
دار الحدیث میں کمال کی جانب خفیف: شعر ...
میں اس کا مشتاق اور جائے پناہ بنانے والا ہوں۔ امید کہ میرا رخسار ایسی جگہ سے مس ہوگا جس سے امام نواوی کے قدم مس ہو چکے ہیں۔ (مترجم)

شاہ ولی اللہ دہلوی کے ارشادات

شاہ ولی اللہ دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ "فیوض الحرمین" ص۲ میں لکھتے ہیں:

من اراد ان یحصل لہ ما للملأ السافل من الملائکۃ فلا سبیل الی ذالک الا الاعتصام بالطہارات والحلول بالمساجد القدیمۃ التی صلی فیہا جماعات من الاولیاء الخ۔

ترجمہ:

جو یہ ارادہ کرے کہ اسے فرشتوں کے طبقۂ زیریں کی برکت حاصل ہو تو اس کا راستہ یہ ہے کہ طہارتوں کی خوب پابندی کرے اور ان پرانی مسجدوں میں داخل ہوتا رہے جن میں اولیاء کی کچھ جماعتیں نماز ادا کر چکی ہوں۔ (مترجم)

اسی فیوض الحرمین میں ص۴۹ پر فرماتے ہیں:

ان الانسان اذا صار محبوبًا فکان منظورا للحق وللملأ الاعلی عروسًا جمیلا، فکل مکان حل فیہ انعقدت وتعلقت بہ ہمم الملاء الاعلی، وانساق الیہ افواج الملائکۃ وامواج النور لا سیما۔ اذا کانت ہمتہ تعلقت بہذا المکان۔ والعارف الکامل معرفۃ وحالا لہ ہمۃ یحل

فیھا نظر الحق یتعلق باھلہ ومالہ وبیتہ ونسلہ ونسبہ وقرابتہ واصحابہ یشمل المال والجاہ وغیرھا ویصلحھا ثم من ذالک تمیزت مآثر الکمل من مآثر غیرھم۔

ترجمہ:

بلاشبہ انسان جب محبوب ہو جاتا ہے تو صاحب جمال دولہا بن کر رب جلیل اور ملائکہ مقربین کا منظور نظر ہو جاتا ہے وہ جس جگہ فروکش ہو جائے اس سے ملائکہ مقربین کے ارادے وابستہ ہو جاتے ہیں اور فرشتوں کی فوجیں اور نور کی موجیں اس کی جانب اترنے لگتی ہیں خاص طور سے جب اسے بھی اس جگہ سے تعلق خاطر ہو جائے اور جو کیفیت و معرفت کے اعتبار سے عارف و کامل ہو اس کے پاس ایسا عزم ہوتا ہے جو رب کی توجہ کا مرکز ہوتا ہے یہ توجہ اس کے اہل، مال، گھر، نسب، قرابت داروں اور اصحاب سے وابستہ اور مال و منصب وغیرہ کو بھی شامل ہوتی ہے اور ان میں صلاح و درستی پیدا کر دیتی ہے تو اس وجہ سے کاملین کے آثار دوسروں کے آثار سے ممتاز ہو جاتے ہیں۔ (مترجم)

فیوض الحرمین کے ص۸۵ پر رقم طراز ہیں:

ان تمام المعرفۃ لروحہ تحدیق وعنایۃ بکل شئی من طریقہ ومذھبہ وسلسلتہ ونسبہ وقرابتہ وکل ما یلیہ وینسب الیہ وعنایتہ ھذہ یختلط بھا عنایۃ الحق۔

ترجمہ:

اگر کسی کو معرفت حاصل ہو جائے تو اس کی روح کو یہ قوت

حاصل ہوتی ہے کہ طریقت، مسلک، سلسلہ، نسب، قرابت اور اس سے نسبت و تعلق رکھنے والی ساری چیزیں اس روح کے احاطے اور اس کی عنایت و توجہ کے دائرے میں آجاتی ہیں اور اس کی روحانی توجہ کے ساتھ عنایت ربانی بھی ملی ہوئی ہوتی ہے۔ (مترجم)

ہمعات میں لکھتے ہیں:

ازیں جاست حفظ اعراس مشائخ و مواظبت زیارت قبور ایشاں والتزام فاتحہ خواندن و صدقہ دادن برائے ایشاں واعتنائے تمام کردن بہ تعظیم آثار و اولاد و منتسبانِ ایشاں۔

ترجمہ:

اسی سے معلوم ہوا بزرگوں کے اعراس کا تحفظ، ان کے مزاروں کی زیارت کی پابندی، ان کے لئے فاتحہ پڑھنے اور صدقہ دینے کا پیہم عمل اور بھرپور توجہ کے ساتھ ان کی اولاد، ان کے اہل تعلق اور ان کے آثار کی تعظیم و تکریم۔ (مترجم)

شاہ صاحب اپنی کتاب "انفاس العارفین" میں حضرت غوث اعظم کی کلاہ مبارک سے متعلق ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں:

درحرمین شخصے از بزرگان خود کلاہ حضرت غوث الثقلین تبرک یافتہ بود، شبے در واقعہ حضرت غوث الاعظم را دید کہ می فرمایند۔ ایں کلاہ بہ ابوالقاسم اکبرآبادی برساں، آں شخص برائے امتحان یک جبہ قیمتی ہمراہ آں کلاہ کردہ گفت کہ ایں ہر دو تبرک حضرت غوث الاعظم ہستند۔ حکم شد کہ بشمار سانم

حضرت شاں بسیار خوش شدہ گرفتند. آں شخص گفت کہ برائے شکر حصول ایں تبرک اہل شہر را دعوت کنید فرمودند کہ وقت صبح بیائید۔ مردمانِ بسیار بوقت صبح آمدند و طعامہائے خوب خوردند و فاتحہ خواندند۔ بعد آں پرسیدند کہ شما مرد فقیر ہستید ایں قدر طعام از کجا آمد؛ فرمود کہ جبہ را فروختم و تبرک را نگاہ داشتم۔ ہمہ گفتند کہ للہ الحمد کہ تبرک بمستحق رسید۔

ترجمہ:

حرمین شریفین میں ایک شخص نے حضرت غوث الثقلین کی کلاہ مبارک اپنے بزرگوں سے تبرک میں پائی۔ ایک رات اس نے بحالت مراقبہ حضرت غوث الاعظم کو دیکھا کہ فرما رہے ہیں؛ "یہ کلاہ ابوالقاسم اکبرآبادی کے پاس پہونچا دو۔" اس شخص نے امتحان کے طور پر ایک قیمتی جبہ بھی اس کلاہ کے ساتھ لے لیا اور حضرت ابوالقاسم اکبرآبادی سے کہا یہ دونوں حضرت غوث الاعظم کے تبرک ہیں۔ حکم ہوا ہے کہ انھیں آپ تک پہنچا دوں۔ انھوں نے بہت خوش ہو کر لے لیا۔ پھر اس شخص نے کہا اس تبرک کی دستیابی کے شکریہ کے لئے آپ شہر والوں کی دعوت کیجئے۔ انھوں نے فرمایا ٹھیک ہے صبح آئیے۔ صبح کو بہت لوگ آئے فاتحہ پڑھی اور عمدہ کھانا تناول کیا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے دریافت کیا، آپ ایک فقیر انسان اتنا کھانا کہاں سے آیا فرمایا جبہ فروخت کردیا اور تبرک محفوظ کرلیا، سب نے کہا الحمد للہ تبرک اپنے مستحق کے پاس پہونچ گیا۔

(مترجم)

حدیث صحیح سے استشہاد

ماقبل کی گفتگو سے بحث کا یہ مرکزی مدعا اپنے تمام محاسن کے ساتھ واضح ہوگیا کہ بزرگوں کے آثار کی نگہداشت کا حسن عمل اور ان سے برکتوں کے حصول کی خوش اعتقادی عہد نو کی پیداوار نہیں بلکہ اس مقدس فکر وعمل کا ثبوت بہ تواتر قرن اول سے آج تک مسلم ہے۔ مگر بد اعتقادی کسی صحت مند دل و دماغ کی کاشت نہیں ہوتی۔ ممکن ہے کوئی آوارۂ فکر ذہن قرآن یا سنت سے استدلال نہ پاکر راہ فرار اختیار کرنے کی ناکام کوشش کرے اس لئے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شکوک و شبہات کے ہر روزن کو بند کرنے کے لئے اس طویل بحث کے بعد ایک حدیث صحیح سے بھی استدلال فرمایا ہے جسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتقاد وعمل کی تنویر سے بحث کا مدعا روز روشن کی طرح عیاں اور پہاڑ سے زیادہ مستحکم ہو جاتا ہے۔ ذیل میں حدیث نبوی سے استدلال ملاحظہ فرمائیے۔

طبرانی معجم اوسط اور ابونعیم حلیہ میں حضرت سیدنا و ابن سیدنا عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے ہیں:

"قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يبعث الى المطاهر فيوتى بالماء فيشربه يرجوبه بركة ايدى المسلمين"[1]

---

[1] علامہ عبدالرؤف مناوی تیسیر ج ۲ ص ۲۶۹ پھر علامہ علی بن احمد عزیزی سراج المنیر ج ۳ ص ۱۲۷ شرح جامع صغیر میں اس حدیث کی نسبت فرماتے ہیں باسناد صحیح۔ منہ

یعنی حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی طہارت
گاہوں مثل حوض وغیرہ سے جہاں اہل اسلام وضو کر کیا
کرتے پانی منگا کر نوش فرماتے اور اس سے مسلمانوں کے ہاتھوں
کی برکت لینا چاہتے۔

علامہ محمد حنفی اپنی تعلیقات علی الجامع میں فرماتے ہیں:

یرجو بہ برکتہ الخ۔ لانہم محبوبون للہ تعالیٰ بدلیل ان اللہ
یحب التوابین ویحب المتطہرین۔

یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بقیۂ آب وضوئے مسلمین میں
اس وجہ سے امید برکت رکھتے کہ وہ محبوبان خدا ہیں۔ قرآن عظیم
میں فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے بہت توبہ کرنے
والوں کو اور دوست رکھتا ہے طہارت والوں کو۔ اللہ اکبر اللہ اکبر

بصیرت افروز تشریحی نوٹ

اس حدیث کے ذیل میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے قلم کا یہ فکر انگیز تشریحی
نوٹ ملاحظہ فرمائیے:

یہ حضور پُر نور سید المبارکین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں جن کی خاک نعلین
پاک تمام جہان کے لئے تبرک دل وجان اور سرچشمہ دین وایمان ہے وہ اس پانی کو
جسمیں مسلمانوں کے ہاتھ دُھلے تبرک ٹھہرائیں اور اسے منگا کر بغرض حصول برکت
نوش فرمائیں۔ حالانکہ واللہ مسلمانوں کے دست وزبان اور دل وجان میں جو برکتیں
ہیں سب انھیں نے عطا فرمائیں، انھیں کی نعلین پاک کے صدقے میں ہاتھ آئیں۔
یہ سب تعلیم امت وتنبیہ مشغولان خواب غفلت کے لئے تھا کہ یوں سمجھیں تو
اپنے مولیٰ وآقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فعل سنکر بیدار اور برکت آثار اولیاء وعلماء
کے طلبگار ہوں۔ پھر کیسا جاہل ومحروم ونافہم ملوم۔ کہ محبوبانِ خدا کے آثار کو تبرک نہ
نہ جانے اور اس سے حصولِ برکت نہ مانے۔

(۳)

آثارِ مصطفیٰ کے آداب و فضائل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعل پاک کے فضائل و مناقب سے ایک جہاں آباد ہے۔ اور اس میں حیرت کی کیا بات ہے جب قدم نازِ مصطفیٰ سے مس ہونے والے زمین کے ذرے انجم و کہکشاں سے افضل و مقدس ہو سکتے ہیں تو نقشہ نعل پاک رسول سرچشمۂ فیوض و برکات اور صد قابل تکریم و تعظیم کیوں نہیں ہو سکتا۔ الیہ نظریہ صرف ذہنی اعتقاد اور جذبات عقیدت کا نتیجہ نہیں بلکہ تاریخ اسلام میں اس کی حیرت انگیز برکتوں کے بے شمار شواہد و واقعات موجود ہیں۔ اس کے توسل سے جن مشکلات کا دفاع اور دعاؤں کی قبولیت ہوئی۔ ان ایمان افروز تفصیلات پر سیکڑوں کتابیں وجود میں آچکی ہیں۔ اور اس کے انوار و برکات کا مقدس سلسلہ اس عہد بلاخیز میں بھی جاری ہے۔ اس موضوع پر قدرے تفصیل امام اہلسنت کے عشق انگیز اور بصیرت افروز قلم سے ملاحظہ فرمائیے:

نعل پاک کی توقیر پر کتب و قصائد

امام اہلسنت فرماتے ہیں:

طبقۃً فطبقۃً شرقاً، غرباً، عجماً، عرباً علمائے دین اور ائمہ معتمدین نعل مطہر حضور سید البشر افضل الصلوٰۃ واکمل السلام کے نقشے کاغذوں پر بناتے کتابوں میں تحریر فرماتے آئے اور انھیں بوسہ دینے، آنکھوں سے لگانے، سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے۔ اور دفع امراض اور حصول اغراض میں اس سے توسل فرمایا کئے۔ اور بفضل الٰہی عظیم وجلیل برکات و آثار اس سے پایا کئے۔

علامہ ابوالیمن ابن عساکر۔ اور شیخ ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد بن خلف سلمی وغیرھما علماء نے اس باب میں مستقل کتابیں تصنیف کیں۔ اور علامہ احمد مقری کی "فتح المتعال فی مدح النعال" اس مسئلہ میں اجمع وانفع تصانیف سے ہے۔

جن بزرگوں نے نقش نعل مقدس کی مدح میں قصائد عالیہ تصنیف فرمائے ان کے اسماء حسب ذیل ہیں:

(۱) محدث علامہ ابوالربیع سلیمان بن سالم کلاعی۔
(۲) قاضی شمس الدین ضیف اللہ رشیدی۔
(۳) شیخ فتح اللہ بیلونی حلبی معاصر علامہ مقری۔
(۴) سید محمد موسیٰ حسینی مالکی معاصر علامہ ممدوح۔
(۵) شیخ محمد بن فرج سبتی۔
(۶) شیخ محمد بن رشید فہری سبتی۔
(۷) علامہ احمد بن محمد تلمسانی موصوف۔
(۸) علامہ ابوالیمن ابن عساکر
(۹) علامہ ابوالحکم مالک بن عبدالرحمٰن بن علی مغربی۔

(۱۰) امام ابوبکر احمد بن امام ابو محمد عبداللہ بن حسین انصاری قرطبی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

ان سب میں اسے بوسہ دینے، سر پر رکھنے کا حکم واستحسان مذکور۔ اور یہی مواہب لدنیہ امام علامہ احمد قسطلانی و شرح مواہب علامہ زرقانی وغیرہما کتب جلیلہ میں مسطور۔

نعل پاک کے فوائد و برکات

امام اہلسنت رقم طراز ہیں۔

علماء فرماتے ہیں۔ جس کے پاس یہ نقشہ متبرکہ ہو، ظلم ظالمین، شر شیاطین اور چشم زخم حاسدین سے محفوظ رہے۔ عورت دردزہ کے وقت اپنے داہنے ہاتھ میں لے آسانی ہو۔ جو ہمیشہ پاس رکھے نگاہ خلق میں معزز ہو۔ زیارت روضہ مقدس نصیب ہو۔ یا خواب میں زیارت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو۔ جس لشکر میں ہو نہ بھاگے جس قافلے میں ہو نہ لٹے۔ جس کشتی میں ہو نہ ڈوبے۔ جس مال میں ہو نہ چُرے۔ جس حاجت میں اس سے توسل کیا جائے پوری ہو۔ جس مراد کی نیت سے پاس رکھیں حاصل ہو۔ موضع درد و مرض پر اسے رکھ کر شفائیں ملی ہیں۔ مہلکوں، مصیبتوں میں اس سے توسل کرکے نجات و فلاح کی راہیں کھلی ہیں۔

اس باب میں حکایات صلحاء اور روایات علماء بکثرت ہیں۔ کہ امام تلمسانی وغیرہ نے فتح المتعال وغیرہ میں ذکر فرمائیں۔ اور بسم اللہ شریف اس پر لکھنے میں کچھ حرج نہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ

اگر یہ خیال کیجئے کہ نعل مقدس قطعاً تاج فرق اہل ایمان ہے مگر اللہ عزوجل کا نام و کلام ہر شئی سے اجل و اعظم، ارفع و اعلیٰ ہے۔ یوں ہی تمثال میں بھی احتراز چاہیے۔ تو یہ قیاس مع الفارق ہے۔

اگر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی جاتی کہ نام الٰہی یا بسم اللہ شریف حضور کی نعل مقدس پر لکھی جائے تو پسند نہ فرماتے مگر اس قدر ضروری ہے کہ نعل بحالت استعمال و تمثال محفوظ عن الابتذال میں تفاوت بدیہی اور اعمال کا مدار نیت پر ہے۔

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جانوران صدقہ کی رانوں پر "حبیس فی سبیل اللہ" داغ فرمایا تھا۔ حالانکہ ان کی رانیں بہت محل بے احتیاطی ہیں۔ بلکہ سنن دارمی شریف میں ہے:

اخبرنا مالك بن اسماعيل ثنا مندل بن على الغزى حدثنى جعفر بن ابى المغيرة عن سعيد بن جبير۔ قال كنت اجلس الى ابن عباس فاكتب فى الصحيفة حتى تمتلى ثم اقلب نعلى فاكتب فى ظهورهما۔

ترجمہ:

سعید بن جبیر سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھتا اور صحیفہ میں لکھتا یہاں تک کہ وہ بھر جاتا پھر میں اپنے جوتے نکالتا اور ان کے بالائی حصوں پر لکھتا۔

(مترجم)

روضۂ حبیبؐ کی تصویر پر تنویر

ہر بندہ مومن اور عاشق دلسوز کی سب سے بڑی آرزو یہ ہوتی ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے وہ اپنی سر کی آنکھوں سے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گاہِ ناز گنبد خضریٰ کی زیارت کرے۔ مگر یہ ہر آنکھ کا مقدر کہاں! اس لئے زیارت کی سرفرازیوں سے محروم نگاہیں۔ اس رشک عرش کی شبیہ جمیل اور تصویر پر تنویر کی زیارت سے بے تاب دلوں کی تسکین کا سامان فراہم کرتی ہیں۔ اور خوش بختی سے علماء کی صراحت کے مطابق

گنبد خضریٰ کے اس نقش جمیل کی زیارت بھی موجب صد افتخار وسعادت اور منبع فیوض و برکات ہے۔ اس لئے کاروانِ عشق وعقیدت اصل کی طرح اس شبیہ کا بھی ادب واحترام کرتے ہیں۔ امام احمد رضا قدس سرہٗ نے اس موضوع پر بڑی بصیرت افروز اور عشق پرور گفتگو فرمائی ہے۔ اور مدعا پر اتنے بلند پایہ اور ناقابل شکست دلائل سے استدلال فرمایا۔ کہ نقل علیہ کے ہر رد وانکار کی گنجائش کا سدِ باب ہو گیا ہے۔ اب اس روشنی میں ذیل کی بحث پڑھیے۔

زیارت کے آداب و فوائد

امام اہلسنت فرماتے ہیں:

روضۂ منورہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل صحیح بلا شبہ معظمات دینیہ سے ہے۔ اس کی تعظیم وتکریم بروجہ شرعی ہر مسلمان صحیح الایمان کا مقتضائے ایمان ہے۔ ع

اے گل بر تو خرسندم تو بوئے کسے داری

اس کی زیارت بآداب شریعت اور اس وقت درود شریف کی کثرت ہر مومن کی شہادت قلب اور بداہت عقل سے مستحب ومطلوب ہے۔

علامہ تاج فاکہانی فجر منیر میں فرماتے ہیں:

" من فوائد ذالك ان من لم يمكنه زيارة الروضة مليبرز مثالها وليلثمه مشتاقاً لانه ناب مناب الاصل كما قد ناب مثال نعله الشريفة مناب عينها فی المنافع والخواص بشهادة التجربة الا ولذا جعلوا له من الاكرام والاحترام ما يجعلون للمنو

یعنی روضہ مبارک سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل ... فائدہ

ہے کہ جسے اصل روضۂ اقدس کی زیارت نہ ملے وہ اس کی زیارت کرے۔ اور شوق دل کے ساتھ اسے بوسہ دے۔ کہ نقل اسی اصل کے قائم مقام ہے جیسے نعل مبارک کا نقشہ منافع و خواص میں یقیناً خود اس کا قائم مقام ہے جس پر صحیح تجربہ گواہ ہے۔ ولہذا علمائے دین نے اس کی نقل کا اعزاز و اکرام وہی رکھا جو اصل کا رکھتے ہیں۔ [1]

علامہ طاہر فتنی مجمع البحار میں اپنے استاذ حضرت عارف باللہ سیدی علی متقی مکی وہ اپنے استاذ امام ابن حجر مکی رحمہم اللہ تعالیٰ سے نقل فرماتے ہیں۔ [1]

"من استیقظ عند اخذ الطیب و شمہ الی ما کان علیہ صلی اللہ علیہ وسلم من محبتہ للطیب و صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لما وقر فی قلبہ من جلالتہ واستحقاقہ علی کل امتہ ان یعظوا بعین نہایۃ الاجلال عند رویۃ شیئ من آثارہ اوما یدل علیہا نہوا ت بما لہ فیہ اکمل الثواب الجزیل وقد استحبۃ العلماء لمن رأی شیئا من آثارہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ولا شک ان من استحضر ما ذکرتہ عند شمہ للطیب یکون کالرائی بشیئ من آثارہ الشریفۃ فی المعنی۔ فلیس بہ الا الاکثار من الصلوٰۃ والسلام علیہ صلی اللہ علیہ وسلم حینئذ مختصرًا۔

ترجمہ:

اور جو خوشبو لیتے اور سونگھتے وقت اس سے باخبر ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس خوشبو کو پسند فرماتے اور دل میں ان کے اجلال و عظمت کے پیش نظر درود پاک بھیجے۔ اور پوری امت پر نبی کا یہ حق ہے کہ آپ کے آثار اور ان پر دلالت کرنے والی چیزوں کی زیارت کے وقت ادب و احترام کے سب سے بلند تصور میں ڈوب جائے۔ تو وہ اس کی وجہ سے بھرپور ثواب

---

[1] اس بحث کی مزید تفصیل امام احمد رضا کے رسالہ "شفاء الوالہ فی صور الحبیب و مزارہ و نعالہ" میں دیکھئے۔

اور جزا کے مستحق ہوں گے۔ اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار سے کسی چیز کو دیکھے "اور بلاشبہ خوشبو سونگھتے وقت رسول اللہ کا تصور کرنے والا معنیً آپ کے آثار ہی سے کسی چیز کے دیکھنے والے کے حکم میں ہے"۔ تو اس وقت درود شریف کی کثرت کو علما نے مسنون بتایا۔ (مترجم)

بحث کا حاصل

امام اہلسنت قدس سرہٗ نے مذکورہ شواہد کی روشنی میں اپنے مدعا پر بڑی بصیرت افروز اور فکر انگیز گفتگو فرمائی ہے۔ دل ودماغ کی مکمل یکسوئی کے ساتھ اس بحث کا حاصل ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

امام اہلسنت فرماتے ہیں۔

اس ارشاد جمیل میں صاف تصریح جلیل ہے کہ تمام امت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے کہ جب حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار شریفہ سے کوئی چیز دیکھیں یا وہ شئی دیکھیں جو حضور کے آثار شریفہ سے کسی چیز پر دلالت کرتی ہو۔ تو اس وقت کمال ادب وتعظیم کے ساتھ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور لائیں۔ اور درود وسلام کی کثرت کریں ولہذا جو خوشبو لیتے یا سونگھتے وقت یاد کرے کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسے دوست رکھتے تھے۔ وہ بھی گویا معنیً آثار شریفہ کی زیارت کر رہا ہے۔

اسے اس وقت درود پڑھنے کی کثرت مسنون ہونی چاہیئے۔

تو نقل روضہ مبارکہ صاف مایدل علیہا (آثار پر دلالت کرنے والی چیزوں) میں داخل ہے۔ اس کی زیارت کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم اور حضور پر درود و تسلیم کیوں نہ مستحب ہو گی۔ ایسی تعظیم کرنے والے کو معاذ اللہ کفار و مشرکین کے مثل بتانا سخت ناپاک کلمہ بیباک ہے۔ قائل جاہل پر توبہ فرض ہے بلکہ از سر نو کلمہ اسلام کی تجدید کرکے اپنی عورت سے نکاح دوبارہ کرے کہ اس نے بلا وجہ مسلمانوں کو مثل کفار بتایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من دعا رجلا بالکفر او قال عدو اللہ ولیس کذالک الا حار علیہ رواہ الشیخان عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ترجمہ:

جس نے کسی شخص کو کلمہ کفر کے ساتھ پکارا یا اللہ کا دشمن کہا حالانکہ وہ ایسا نہیں ہے تو اسی کی جانب لوٹے گا۔ (مترجم)

امام حسین کے روضہ کی نقل صحیح اور تعزیہ

مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہٗ نے جس ہمہ گیر پیمانے پر سماج میں پھیلی ہوئی بدعتوں کا قلع قمع فرما کے احیائے سنت کا فریضہ انجام دیا ہے صدیوں سے اس کی مثال نہیں ملتی، انھیں میں سے ایک تعزیہ داری کی غیر شرعی رسم بھی ہے جو بہت سی بدعات و خرافات کو دامن میں سمیٹ کر پورے ملک کے مسلم سماج میں پھیلی ہوئی ہے۔ آپ نے آثار مقدسہ کے ذیل میں تعزیہ داری

کے شرعی حکم اور اس کی بدعات و خرافات کی جس کمال فن کے ساتھ منظر کشی کی ہے اس سے پورے ملک کے عشرۂ محرم کی تصویر ابھر کر سامنے آجاتی ہے اور کہیں کہیں تو ان غیر شرعی رسوم کے رد میں قلم کا تیور اتنا غضب ناک ہو گیا ہے کہ پڑھنے والے کے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مگر دوسری طرف امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضۂ انور کی نقل صحیح کے جواز و استحسان پر جس قلک پیما عشق و عقیدت کی گہرباری کی ہے اس کے دلکش پیرایۂ بیان کی شگفتگی سے دل و دماغ کی رگوں میں ایمان کی تازگی دوڑنے لگتی ہے۔ آیئے اگر ذہن عمادہ مطالعہ اور دیدہ تحریر کے پرشوق جذبات سے لبریز ہو چکا ہو تو ذیل میں بلا تاخیر امام احمد رضا کے مصلحانہ قلم کا تجزیہ پڑھئے۔

امام اہلسنت رقم طراز ہیں:

اگر روضۂ مبارکہ حضرت شہزادہ گلگوں قبا حسین شہید ظلم وجفا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علی جدہ الکریم وعلیہ۔ کی صحیح نقل بنا کر محض بہ نیت تبرک بے آمیزش منکرات شرعیہ مکان میں رکھتے تو شرعاً کوئی حرج نہ ہوتا۔

مگر حاشا ـــــ تعزیہ ہرگز اس کی نقل نہیں، نقل ہونا درکنار۔ بنانے والوں کو نقل کا قصد بھی نہیں۔ ہر جگہ نئی تراش نئی گڑھت جسے اصل سے نہ کچھ علاقہ نہ نسبت پھر کسی میں پریاں، کسی میں براق، کسی میں اور بے ہودہ طمطراق۔ پھر کوچہ بکوچہ ودشت بدشت اشاعت غم کے لئے ان کا گشت۔ اور اس کے گرد سینہ زنی، ماتم سازی کی شور انگنی۔ حرام مرثیوں سے نوحہ کنی حقل و نقل سے کٹی چھنی۔

کوئی ان کھپچیوں کو جھک جھک کر سلام کر رہا ہے۔ کوئی مشغول طواف، کوئی سجدے میں گرا ہے۔ کوئی اس مایۂ بدعات کو معاذ اللہ جلوہ گاہ حضرت امام عالی مقام

سمجھ کراس ابرک پنی سے مرادیں مانگتا ہے۔ منتیں مانتا ہے۔ عرضیاں باندھتا ہے۔ حاجت روا جانتا ہے۔ پھر باقی تماشے باجے، تاشے مردوں عورتوں کا راتوں کو میل اور طرح طرح کے بیہودہ کھیل ان سب پر طرہ ہیں۔

غرض عشرہ محرم الحرام کی اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت محل عبادت ٹھہرا ہوا تھا۔ ان بے ہودہ رسموں نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا۔ پھر وبال ابتداع کا وہ جوش ہوا کہ خیرات کو بطور خیرات نہ رکھا، ریاؤ تفاخر علانیہ ہوتا ہے۔ پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیدیں۔ بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے۔ روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں اور رزق الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے۔ پیسے ریتے میں گر کر غائب ہوتے ہیں۔ مال کی اضاعت ہوتی ہے۔ مگر نام تو ہو گیا کہ فلاں صاحب لنگر لٹا رہے ہیں۔

اب بہار عشرہ کے پھول کھلے، تاشے، باجے بجتے چلے، رنگ رنگ کے کھیلوں کی دھوم، بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم، شہوانی میلوں کی پوری رسوم۔ جشن فاسقانہ یہ کچھ اور اس کے ساتھ خیال وہ کچھ کہ گویا یہ ساختہ ڈھانچ بعینہا حضرات شہدائے کرام علیہم الرضوان کے پاک جنازے ہیں۔

ع اے مومنو اٹھاؤ جنازہ حسین کا

گاتے ہوئے مصنوعی کربلا پہونچے۔ وہاں کچھ نوچ اتار باقی توڑ تاڑ کر دفن کر دیئے یہ ہر سال اضاعت مال کے جرم دو بال جداگانہ رہے۔

اللہ تعالیٰ صدقہ حضرات شہدائے کرام کربلا علیہم الرضوان والثناء کا مسلمانوں کو نیک توفیق بخشے اور بدعات سے توبہ دے۔ آمین آمین۔

تعزیہ داری کہ اس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت و ناجائز و حرام ہے۔ ان خرافات کے شیوع نے۔ اس اصل مشروع کو بھی اب مخذور و محظور کر دیا۔ کہ اسمیں اہل بدعت سے مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد یا اہل اعتقاد کے لئے ابتلائے بدعات کا اندیشہ ہے۔ دما یودی الی محظور محظور۔

حدیث میں ہے:

اتقوا مواضع التہم۔

ترجمہ:

تہمت کی جگہوں سے پرہیز کرو۔ مترجم۔

اور وارد ہوا:

من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلا یقفن مواقف التہم۔

ترجمہ:

اور جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ تہمت کی جگہوں پر نہ جائے۔ مترجم۔

لہذا دربارہ کربلائے معلی اب صرف کاغذ پر صحیح نقشہ لکھا ہوا محض بقصد تبرک بے آمیزش منہیات پاس رکھنے کی اجازت ہوسکتی ہے۔

۴

آثارِ مقدسہ کی اسناد و تاریخ

عام طور پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ کچھ بے ادب اور فتنہ پرور لوگ آثار بزرگاں پر تاریخ وسند کا مطالبہ کرتے ہیں اور بصورت دیگر ان آثار و تبرکات اور مزاروں کے خلاف انتہائی رکیک جملے کستے ہیں اور توہین آمیز الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ بلا تحقیق الزام تراشی ان کے گلے کا پھندا بھی بن سکتی ہے اس لئے ہر ہر چیز پر سند و تاریخ کا موجود ہونا کوئی ضروری نہیں۔ کتنے ہی حقائق ہیں جو امتداد زمانہ کی تہوں میں دب گئے، آج دنیا جن کے نام و نشان سے بھی واقف نہیں۔ اس لئے علمائے اسلام نے تعظیم آثار کے لئے ارباب آثار سے نسبت کی شہرت ہی کو کافی سمجھا۔ ذیل میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے یہی بحث بڑے پُر تاثیر اور مدلل انداز میں سپرد قلم فرمائی ہے۔

امام اہلسنت رقم طراز ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار و تبرکات شریفہ کی تعظیم مسلمان کا فرض عظیم ہے۔ تابوت سکینہ جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ جس کی برکت سے بنی اسرائیل ہمیشہ کافروں پر فتح پاتے۔ اس میں کیا تھا۔ بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ۔ موسیٰ اور ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کے چھوڑے ہوئے تبرکات سے کچھ بقیہ تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور ان کی نعلین مبارک اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمامہ وغیرہا۔

ولہٰذا تواتر سے ثابت کہ جس چیز کو کسی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی علاقہ بدن اقدس سے چھونے کا ہوتا۔ صحابہ تابعین اور ائمہ دین ہمیشہ اس کی تعظیم و حرمت اور اس سے طلب برکت فرماتے آئے۔ اور دین حق کے معظم اماموں نے تصریح فرمائی کہ اس کے لئے کسی سند کی بھی حاجت نہیں۔ بلکہ جو چیز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک سے مشہور ہو اس کی تعظیم شعائر دین سے ہے۔ شفا شریف، مواہب لدنیہ اور مدارج شریف وغیرہا میں ہے:

من اعظامہ صلی اللہ علیہ وسلم اعظام جمیع اسبابہ وما لمسہ او عرف بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں سے ہے ان تمام اشیاء کی تعظیم جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ علاقہ ہو اور جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوا ہو یا جو حضور کے نام پاک سے مشہور ہو۔

یہاں تک کہ برابر ائمہ دین اور علمائے معتمدین نعل اقدس کی شبیہ و مثال کی تعظیم فرماتے رہے اور اس سے صدہا عجیب مددیں پائیں، اور اس کے باب میں مستقل کتابیں تصنیف فرمائیں۔

جب نقشے کی یہ برکت و عظمت ہے تو خود نعل اقدس کی عظمت و برکت خیال کیجئے پھر ردائے اقدس، جبہ مقدسہ اور عمامہ مکرمہ پر نظر کیجئے۔ پھر ان تمام آثار و تبرکات

شریف سے ہزاروں درجے اعظم، اعلیٰ، اکرم اور اولیٰ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخن پاک کا تراشہ ہے کہ یہ سب ملبوسات تھے، اور وہ جزء بدن والا ہے۔ اور اس سے اجل اعظم ارفع اور اکرم حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ریش مبارک کا موئے مطہر ہے مسلمان کا ایمان گواہ ہے کہ ہفت آسمان و زمین ہرگز ایک موئے مبارک کی عظمت کو نہیں پہونچتے۔

تعظیم آثار کیلئے یقین و سند درکار نہیں

ابھی تصریحات ائمہ سے معلوم ہو گیا کہ تعظیم کے لئے نہ یقین درکار ہے نہ کوئی خاص سند بلکہ صرف نام پاک سے اس شئی کا اشتہار کافی ہے۔ ایسی جگہ بے ادراک سند سے باز نہ رہے گا مگر بیمار دل، پر آزار دل جسمیں نہ عظمت شان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بروجہ کافی نہ ایمان کامل۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ۔

ترجمہ:

اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اس پر اور اگر سچا ہے تو تمھیں پہونچ جائیں گے بعض وہ عذاب جن کا وہ تمہیں وعدہ دیتا ہے

اور خصوصاً جہاں سند بھی موجود ہے پھر تو تعظیم، اعزاز اور تکریم سے بعض نہیں رہ سکتا۔ مگر کوئی کھلا کافر یا چھپا منافق والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

حاملان آثار پر الزام تراشیوں کا وبال

یہ کہنا کہ آجکل اکثر لوگ مصنوعی تبرکات لئے پھرتے ہیں اگر یونہی مجمل بلا تعین شخص ہو۔ یعنی کسی شخص معین پر اس کی وجہ سے الزام یا بدگمانی مقصود نہ ہو تو اسمیں کچھ گناہ

نہیں۔ اور بلا ثبوت شرعی کسی خاص شخص کی نسبت حکم لگا دینا کہ یہ انھیں میں سے ہے۔ جو مصنوعی تبرکات لئے پھرتے ہیں ضرور ناجائز، گناہ اور حرام ہے۔ کہ اس کا منشا صرف بدگمانی۔ اور بدگمانی سے بڑھ کر کوئی جھوٹی بات نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث۔

ترجمہ: بدگمانی سے بچو کہ بدگمانی سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔

ائمہ دین فرماتے ہیں:

انما ینشا الظن الخبیث من القلب الخبیث۔

ترجمہ: خبیث گمان خبیث دل سے ہی پیدا ہوتا ہے۔

۵

زیارتِ آثار کی اجرت پر تفصیلی بحث

بزرگوں کے آثار و تبرکات بلاشبہ ایک نعمت عظمیٰ ہے یہ نعمت جس بندہ مومن کے پاس ہو اس کی بلندی قسمت کا کیا کہنا بزرگوں کے آثار کی برکتوں سے کتنے خاک نشیں رشک مہر و انجم ہو گئے اور کتنے گمگشتگان راہ دارین کی سعادتوں سے سرفراز ہو گئے۔ مگر ساتھ ہی اس حکم شرعی سے بھی آگاہ رہنا چاہیئے کہ ان آثار و تبرکات کو کسب معاش اور حصول زر کا ذریعہ ہرگز نہ بنایا جائے ورنہ یہ بڑی محرومی اور شقاوت کا باعث ہوگا اور زیارت کرانے میں نہ کوئی منفعت پیش نظر ہو اور نہ کسی قسم کی بے ادبی ہونے پائے۔ آیئے ان تمام امور سے متعلق امام احمد قدس سرہ کے قلم سے تفصیلی بحث پڑھئے۔

تبرکات شریفہ جس کے پاس ہوں، ان کی زیارت کرانے پر لوگوں سے کچھ مانگنا سخت شنیع ہے۔ جو تندرست ہو اعضا صحیح رکھتا ہو، نوکری خواہ مزدوری اگرچہ ڈلیا ڈھونے

کے ذریعہ سے روٹی کما سکتا ہو اسے سوال کرنا حرام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تحل الصدقة لغني ولا لذي مرة سوي۔

ترجمہ:

غنی یا سکت والے تندرست کے لئے صدقہ حلال نہیں۔

علماء فرماتے ہیں:

ماجمع السائل بالتكدي فهو الخبيث۔

ترجمہ:

سائل جو کچھ مانگ کر جمع کرتا ہے وہ خبیث ہے۔

اس پر ایک تو شناعت یہ ہوئی، دوسری شناعت سخت تر یہ ہے۔ کہ دین کے نام سے دنیا کماتا ہے اور یشترون بآیاتی ثمنا قلیلا۔ کے قبیل میں داخل ہوتا ہے۔ تبرکات شریف بھی اللہ عزوجل کی نشانیوں میں سے عمدہ نشانیاں ہیں۔ ان کے ذریعہ سے دنیا کی ذلیل قلیل پونجی حاصل کرنے والے دنیا کے بدلے دین بیچنے والا ہے۔ شناعت سخت تر یہ ہے کہ اپنے اس مقصد فاسد کے لئے تبرکات شریفہ کو شہر بشہر در بدر لئے پھرتے ہیں۔ ہر کس وناکس کے پاس لیجاتے ہیں۔ یہ آثار شریفہ کی سخت توہین ہے۔

دو واقعات سے ایمان افروز استشہاد

خلیفہ ہارون رشید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عالم دار الہجرۃ سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست کی تھی کہ ان کے یہاں خلیفہ زادوں کو پڑھایا کریں۔ ارشاد فرمایا۔ میں علم کو ذلیل نہ کروں گا، انھیں پڑھنا منظور ہے تو خود حاضر ہوا کریں۔ عرض کی وہی حاضر ہوں گے مگر اور طلبہ پر ان کو تقدیم دی جائے۔ فرمایا یہ بھی نہ ہو گا سب یکساں رکھے

جائیں گے۔ آخر خلیفہ کو یہی منظور کرنا پڑا۔

یونہی امام شریک نخعی سے خلیفۂ وقت نے چاہا تھا کہ ان کے گھر جاکر شاہزادوں کو پڑھا دیا کریں۔ انکار کیا کہا آپ امیر المومنین کا حکم ماننا نہیں چاہتے فرمایا یہ نہیں بلکہ میں علم کو ذلیل نہیں کرنا چاہتا۔

ایک شبہ کا ازالہ

رہا یہ کہ بے اس کے مانگے زائرین کچھ اسے دیں اور یہ لے اسمیں تفصیل ہے شرع مطہر کا قاعدہ کلیہ ہے کہ المعہود عرفا کالمشروط لفظا۔ جو لوگ تبرکات شریفہ شہر بشہر لئے پھرتے ہیں۔ ان کی نیت وعادت قطعاً معلوم کہ اس کے عوض تحصیل زر وجمع مال چاہتے ہیں۔ یہ قصد نہ ہو تو کیوں دور دراز سفر کی مشقت اٹھائیں۔ ریلوے کے کرائے دیں۔ اگر کوئی ان میں زبانی کہے بھی کہ ہماری نیت فقط مسلمانوں کو زیارت سے بہرہ مند کرنا ہے تو ان کا حال ان کے قال کی صریح تکذیب کر رہا ہے۔

ان میں علی العلوم وہ لوگ ہیں جو ضروری ضروری طہارت وصلاۃ سے بھی آگاہ نہیں، اس فرض قطعی کے حاصل کرنے کو کبھی دس پانچ کوس یا شہر ہی کے کسی عالم کے پاس گھر سے آدھ میل جانا پسند نہ کیا۔ مسلمانوں کو زیارت کرانے کے لئے ہزاروں کوس سفر کرتے ہیں۔ پھر جہاں زیارتیں ہوں اور لوگ کچھ نہ دیں وہاں ان صاحبوں کے غصے دیکھئے!

پہلا حکم یہ لگایا جاتا ہے کہ تم لوگوں کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ محبت نہیں، گویا ان کے نزدیک محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان اسی میں منحصر ہے کہ حرام طور پر کچھ ان کی نذر کر دیا جائے۔ پھر جہاں کہیں ملے بھی مگر ان کے خیال سے کھوڑا ہو، ان کی سخت شکایتیں اور مذمتیں ان سے سن لیجئے۔ اگرچہ وہ دینے والے علماء اور صلحاء ہوں، اور مال حلال سے دیا ہو۔ اور جہاں پیٹ بھر کے مل گیا وہاں کی لمبی چوڑی تعریفیں لے لیجئے اگرچہ وہ دینے والے فساق وفجار بلکہ بدمذہب ہوں اور مال حرام سے

دیا ہو۔

تو قطعاً معلوم ہے کہ وہ زیارت نہیں کراتے مگر لینے کے لئے، اور زیارت کرنے والے بھی جانتے ہیں کہ ضرور کچھ دینا پڑے گا۔ تو اب یہ صرف سوال ہی نہ ہوا بلکہ بحسب عرف زیارت شریف پر اجارہ ہو گیا اور بچند وجہ حرام۔

اجرت کے اسباب حرمت

اولاً۔ زیارت آثار شریفہ کوئی ایسی چیز نہیں جو زیر اجارہ داخل ہو سکے۔

کما صرح بہ فی رد المختار وغیرہ ان مالیؤخذ من النصاری علی زیارۃ بیت المقدس حرام وھذا اذا کان حرامًا اخذہ من کفار دور الحرب کالروس وغیرھم فکیف من المسلمین ان ھوالا ضلال مبین۔

ترجمہ:

> وہ جو بیت المقدس کی زیارت پر نصاریٰ سے لیا جائے حرام ہے اور یہ حرمت دار الحرب (روس وغیرہ) کے کفار سے لینے کی صورت میں ہے۔ تو مسلمانوں سے لینا کیسا ہو گا یہ تو کھلی گمراہی ہے۔ مترجم۔

ثانیاً۔ اجرت مقرر نہیں ہوتی کیا دیا جائیگا اور جو اجارے شرعاً جائز ہیں۔ ان میں بھی اجرت مجہول رکھی جانا اسے حرام کر دیتا ہے۔ نہ کہ جو خود حرام ہے کہ حرام در حرام ہوا۔ اور یہ حکم جس طرح گشتی صاحبوں کو شامل ہے مقامی حضرات بھی اس سے محفوظ نہیں جب کہ اس نیت سے زیارت کراتے ہوں اور ان کا یہ طریقہ معلوم و معروف ہو۔

زیارت آثار کے اسلامی آداب

اگر کسی بندۂ خدا کے پاس کچھ آثار شریفہ ہوں اور وہ انھیں بالتعظیم اپنے مکان میں رکھے۔ اور جو مسلمان اس کی درخواست کرے محض لوجہ اللہ اسے زیارت کرا دیا کرے، کبھی کسی معاوضہ، نذرانہ کی تمنا نہ رکھے۔ پھر اگر وہ آسودہ حال نہیں اور مسلمان بطور خود قلیل یا کثیر بنظر اعانت اسے کچھ دے، تو اس کے لینے میں اس کو کچھ حرج نہیں۔ باقی گشتی صاحبوں کو عموماً اور مقامی صاحبوں میں خاص ان کو جو اس امر پہ اخذ و نذور کے ساتھ معروف و مشہور ہیں۔ شرعاً جواز کی کوئی صورت نہیں ہوسکتی۔

مگر ایک یہ کہ خدائے تعالیٰ ان کو توفیق دے نیت اپنی درست کریں۔ اور اس شرط عرفی کے رد کے لئے صراحۃً اعلان کے ساتھ ہر جلسے میں کہہ دیا کریں کہ مسلمانو! یہ آثار شریفہ تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا فلاں ولی معزز و مکرم کے ہیں۔ کہ محض خالصًا لوجہ اللہ تمھیں ان کی زیارت کرائی جاتی ہے۔ ہرگز ہرگز کوئی بدلا یا معاوضہ مطلوب نہیں اس کے بعد مسلمان کچھ نذر کریں تو اسے قبول کرنے میں کچھ حرج نہ ہوگا۔

فتاویٰ قاضی خاں وغیرہا میں ہے۔

ان الصریح یفوق الدلالۃ۔

صریح کو دلالت پر فوقیت حاصل ہے (مترجم)

اور اس کی صحت نیت پر دلیل یہ ہوگی کہ کم پر ناراض نہ ہو بلکہ اگر جلسے گزر جائیں، فوج فوج زیارتیں کر کے یونہی چلے جائیں اور کوئی پیسہ نہ دے جب بھی اصلاً دل تنگ نہ ہو، اور اسی خوشی وشادمانی کے ساتھ مسلمانوں کو زیارت کرایا کرے اس صورت میں یہ لینا دینا دونوں جائز وحلال ہوں گے۔ اور زائرین ومز وردونوں اعانت مسلمین کا ثواب پائیں گے۔ اس نے سعادت وبرکت دے کر ان کی مدد کی۔ انھوں نے دنیا کی متاع قلیل سے فائدہ پہنچایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ"

(رواہ مسلم فی صحیحہ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما)

ترجمہ:

تم میں جس سے ہو سکے وہ اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچائے (مترجم)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

"اللہ فی عون العبد مادام العبد فی عون اخیہ۔ (رواہ الشیخان)

ترجمہ:۔ اللہ اپنے بندے کی مدد میں ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہے۔
علی الخصوص۔ جب یہ تبرکات والے حضرات سادات کرام ہوں تو اب ان کی خدمت اعلیٰ درجہ کی برکت وسعادت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
جو شخص اولاد عبد المطلب میں سے کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اس کا صلہ دنیا میں نہ پائے میں بنفس نفیس روز قیامت اس کا صلہ عطا فرماؤں گا۔

زائرین کی ذمہ داریاں

اگر زیارت کرانے والے کو اس کی توفیق نہ ہو تو زیارت کرنے والے کو چاہیئے کہ خود ان سے صاف صراحۃً کہدے کہ نذر کچھ نہیں دی جائیگی۔ خالصًا لوجہ اللہ اگر آپ زیارت کراتے ہیں کرائیے۔ اس پر اگر وہ صاحب دمانیں ہرگز زیارت نہ کرے۔ کہ زیارت ایک مستحب ہے۔ اللہ لین دین حرام۔ کسی مستحب شئی کے حاصل کرنے کے واسطے حرام کو اختیار نہیں کر سکتے۔ اشباہ ونظائر میں ہے۔

ماحرم اخذہ حرم اعطاؤہ۔

ترجمہ:۔ جس کا لینا حرام اس کا دینا حرام۔ (مترجم)

درمختار میں ہے۔

الآخذ والمعطی آثمان۔

ترجمہ:

لینے اور دینے والے دونوں گنہگار ہیں۔ (مترجم)

اسی درمختار میں تصریح ہے:

جو تندرست ہو اور کسب پر قادر ہو اسے دینا حرام ہے کہ دینے والے اس سوال حرام پر اس کی اعانت کرتے ہیں۔ اگر نہ دیں خواہی نخواہی عاجز ہو اور کسب کرے۔

اور اگر اس کی عرض زیارت کرانے والے صاحب نے قبول کرلی تو اب سوال اجر کا درمیان سے اٹھ گیا بے تکلف زیارت کرے دونوں کے لئے اجر ہے۔ اس کے بعد حسب استطاعت ان کی نذر کردے۔ یہ لینا دینا دونوں کے لئے حلال اور دونوں کے لئے اجر ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ فقیر کا یہی معمول ہے اور توفیق خیر اللہ تعالیٰ سے مسئول ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

علامہ عالم فقری کی تصانیف

احکامِ حج — نمازِ حنفی

احکامِ روزہ — نمازِ مترجم

احکامِ زکوٰۃ — احکامِ نماز

اذکارِ قرآنی	گلزارِ صوفیا	اللہ سے دوستی	روحانی عملیات
اللہ کا فقیر	اسمِ اعظم	اللہ میری توبہ	اولیائے پاکستان
روحانی ڈائری	احکامِ طہارت	پیارے رسول پیاری دعائیں	تذکرہ علی احمد صابر کلیری
آدابِ سنت	اقوالِ تصوف	پیغامِ مصطفےٰ	روحانی اعتکاف
ہمارا اخلاق	اخلاقِ حسنہ	سنی بہشتی زیور	برکاتِ درود
منازلِ ولایت	خزینہ اخلاق	سنی فضائل اعمال	فقری مجموعہ وظائف
فقری وعظ	خزینۃ القلوب	خزینہ درود شریف	نماز کی کتاب

شبیر برادرز
اردو بازار - لاہور

علامہ عالم فقری کی تصانیف

- احکامِ حج
- نمازِ حنفی
- احکامِ روزہ
- نمازِ مترجم
- احکامِ زکوٰۃ
- احکامِ نماز
- اذکارِ قرآنی
- گلزارِ صوفیاء
- اللہ سے دوستی
- روحانی عملیات
- اللہ کا فقیر
- اسمِ اعظم
- اللہ میری توبہ
- اولیائے پاکستان
- روحانی ڈائری
- احکامِ طہارت
- پیارے رسول پیاری دعائیں
- تذکرہ علی احمد صابر کلیری
- آدابِ سنت
- اقوالِ تصوف
- پیغامِ مصطفےٰ
- روحانی اعتکاف
- ہمارا اخلاق
- اخلاقِ حسنہ
- سنی بہشتی زیور
- برکاتِ درود
- منازلِ ولایت
- خزینہ اخلاق
- سنی فضائل اعمال
- فقری مجموعہ وظائف
- فقری وعظ
- خزینۃ القلوب
- خزینہ درود شریف
- نماز کی کتاب

شبیر برادرز
اردو بازار - لاہور